مسیحیت کا اثر غیر مذاہب پر

مسیحیت کا دور

[illegible]

اہل ہنود میں نقل

[illegible]

ہندوؤں کا اثر مسلمانوں پر

[illegible]

اسلام میں مسیحیت کا اثر

[illegible]



نورافشاں

مطبوعہ ۶ جون ۱۹۲۴ء

ینابیع المسیحیت

مسیحیت عالمگیر مذہب کا مجسمہ ہے۔

یسوع مسیح کی زندگی میں جو دنیا میں مذاہب مروج تھے وہ یہودی اور غیر یہودی مذہبوں میں منقسم تھے۔ غیر یہودی مذاہب اگرچہ ہزاروں تھے مگر وہ سب کے سب صورت کا روپ رنگ تھے۔ یہ مذہب اگرچہ غیر یہودی مذاہب میں کچھ امتیاز رکھتا تھا مگر خدا کی ہستی سے بے خبر ہو کر وہ بت پرستی کے قعر ذلت میں گر کر اپنی عمر کو پہنچ چکا تھا۔ یہی حال کنفیوشس اور ٹاؤازم کا تھا۔ بدھ مذہب جو صورت رہبانیت کا سوروپ ہے اس وقت زوال پذیر ہو چکا تھا۔ عرب کے ریگستان میں مصری اور بابلی مذہب اور ایران میں زرتشت کا مذہب اگرچہ زندہ تھا مگر اپنی قدر کھو بیٹھا تھا۔ جہان بھر کے غیر یہودی مذاہب ایک دوسرے کر رہے تھے۔ مگر مغرب کی سلطنت روم بت پرستی کی طاقت وقوت کا نمائندہ بنکر جو زندہ تھی جس نے یہودیت کی طاقت وقوت کو فنا کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ اس زمانہ میں جہالت اور بداخلاقی وبربریت اور ظلم وشر کی حکومت تھی۔ گو دنیا میں کہیں صداقت کے ذرے چمکتے تھے مگر ظلمت کی کالی گھٹا کو دور کر کے روشن کرنے کے لئے ہرگز کافی نہ تھے۔

اس وقت اس بات کی ضرورت تھی کہ تمام مذاہب فلسفہ کی موجودہ صداقت جو خیالی و دینی حیثیت رکھتی تھی یکجا جمع ہو جائے اس کا اجتماعی مرکز ایک ہو۔ تاکہ وہ اس تاریکی وظلمت کو روشن کرنے میں کارگر اور مؤثر ہو۔ سو جو مسیح کی آمد کے وقت دنیا میں پائی جاتی تھی۔ یہی کام عظیم یسوع مسیح کی آمد اور آپ کی ہستی میں تکمیل کو پہنچا ہم اس کی زندگی اور عجیب تعلیم میں یہی حقیقت جب پاتے ہیں جو اس کی ہمہ دانی کی دلیل ہے۔

۱۔ مسیحیت خدا کے باپ ہونے کا یقین ہے۔ ۱۰ سے ہمارے باپ۔

۲۔ مسیحیت خدا کی بادشاہت کا یقین ہے۔ خدا کی بادشاہت نزدیک ہے۔ خدا کی بادشاہت کی خوشخبری تمام دنیا میں سنائی جائیگی۔

۳۔ مسیحیت خدا کی فرزندیت کا یقین ہے۔ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اس نے اپنا اکلوتا بخشا۔

۴۔ مسیحیت خدا اور اس کے فرزندوں میں باہمی تعلق کا اعتقاد رکھتی ہے۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ میری تعلیم میری نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے یوحنا ۷: ۱۶

۵۔ مسیحیت کل بنی آدم میں بھائی کے رشتہ کا اعتقاد ہے۔ مگر تم ربی نہ کہلاؤ کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم بھائی ہو متی ۲۳: ۸-۱۲۔

۶۔ مسیحیت خدا اور انسان میں اور کل بنی آدم میں رشتہ محبت کی معتقد ہے۔ لکھا ہے کہ اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ دوسرا یہ کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ مرقس ۱۲: ۳۰-۳۱ اپنے دشمنوں سے محبت رکھ لوقا ۶: ۲۷۔

۷۔ مسیحیت تمیز کے حق سے عدم تعاون کا اعتقاد ہے۔ جو گناہ کرتا ہے وہ گناہ کا غلام ہے۔ یوحنا ۸: ۳۴-۳۶ لوقا ۱۱: ۴۶

۸۔ مسیحیت بروقت ضرورت محبت کی قربانی کا یقین ہو۔ وہ میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں یوحنا ۱۰: ۱۱، ۱۵، ۱۷، ۱۸

۹۔ مسیحیت کا یقین دنیا کی عدالت کا ہے۔ لکھا ہے کیونکہ باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے یوحنا ۵: ۲۲

۱۰۔ مسیحیت کا عقیدہ مردوں کی قیامت کا ہے۔ لکھا ہے یسوع نے اس سے کہا قیامت اور زندگی تو میں ہوں یوحنا ۱۱: ۲۵۔

۱۱۔ اسی طرح ذیل کی باتوں پر بھی سوچو۔ پس تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے۔ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ چھوٹے کی خدمت کرے۔ جو تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی ان کے ساتھ کرو وغیرہ۔ ایسی ایسی بہت سی باتیں یسوع مسیح کے اقوال میں ملتی ہیں جو مسیحیت کو عالمگیر مذہب بنا رہی ہیں اور ان سے یہ بات بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے کہ یسوع مسیح کی مسیحیت کی حدود وقیود ہرگز قائم نہیں کئے جا سکتے۔ مسیحیت دنیا میں غیر محدود مذہب ہے۔ اس کی وسعت وفراخی سے باہر کوئی مذہبی صداقت نہیں ہے جو اصولاً اس میں موجود نہ ہو۔ اس کی جملہ صداقتیں جامع اور مانع ہیں جن میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ اس میں بنی نوع انسان کے بھائی چارہ کا اصول موجود ہے وہ انسانی اور مجلسی تعلقات کا اعلیٰ وافضل قانون رکھتی ہے۔ وہ خدا اور انسان کے باہمی رشتے کی فائق بنیاد پیش کرتی ہے۔ اس کے جملہ اصول اس کے بانی کی زندگی میں عمل میں آسکتے ہیں۔ اس لئے اگر مسیحیت ماننے کے لائق

وہ صرف دنیا کے جھوٹے اسباب کا ترک کرنا اور ختم کرنا ہے وہ بنی آدم کی بربادی اور خلاق کا مقصد ہے۔ اُن میں کوئی بات ایسی نہیں جو کسی سمجھدار انسان یعنی فوقیت رکھنے والے کو قائل کرے کہ اُس کی فرمانبرداری اُس پر واجب ہے۔

فلسفۃ الاذہان

گذشتہ سے پیوستہ

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ ذہن کی تکمیل علم سے نہیں ہوتی۔ بلکہ تحصیل علم کے لئے کوشش کرنے سے ہوتی ہے۔ اسی فلسفی کا ایک اور قول ہے کہ علوم وسنون قواعد ہیں۔ لیکن ہر ایک قوت کا وجود فقط عمل کی خاطر ہوتا ہے۔ پس مطلب فلسفہ علم نہیں ہے بلکہ وہ تیزی جو تحصیل علم میں ظاہر ہوتی ہے۔

ایکوائینیس کا قول ہے کہ ذہن خروج ہوا ہے حل کرتا ہے اور حل کرتے کرتے ہی ختم ہو جاتا ہے اور **سکوٹس** کا مقولہ ہے کہ انسان کے علم کا منتہا اُس کی ذہنی تیزی کی مقدار ہے۔ زمانہ حال کے عالی دماغ داناؤں نے اسی اصول کی شہادت دی ہے **مال برانش** کہتا ہے کہ اگر صداقت میری مٹھی میں ہو تو مجھے واجب ہے کہ میں اپنا ہاتھ کھول کر اس کو اڑ جانے دوں۔ تاکہ میں اس کا تعاقب پھر سے کرسکوں۔

لیس انگ کا قول ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مطلق اپنے دہنے ہاتھ میں صداقت کو لیکر اور اپنے بائیں ہاتھ میں تلاش صداقت کو لیکر مجھے فرمائے کہ جسکو چاہتے ہو لو تو میں نہایت عجز و انکسار مگر کسی قدر کے تلاش صداقت کے حصول کے لئے ملتمس ہونگا۔ **وان میولر** کہتا ہے کہ صداقت خدا کے تعرف میں ہے۔ فقط تعاقب صداقت کا متعلق انسان سے ہے اور **جین پال رکٹر** کہتا ہے کہ ہمیں منزل مقصود خوش نہیں کرتی۔ ہم فقط اس رفتار سے جو ہمیں اُس منزل تک پہنچاتے خوش ہوتے ہیں۔ اس قسم کی مثالیں بہت سی ہیں جس قدر چاہیں دے سکتے ہیں۔ پس اس بیان سے واضح ہو گیا کہ ذہنی ترقی کو حصول معلومات پر ترجیح اور فوقیت حاصل ہے۔

سوم۔ علم النفس میں سب سے زیادہ ترقی ذہن کو ہوتی ہے۔ اگر علم نظری مفید کہلانے کا مستحق فقط اس لئے ہو کہ وہ ذہنی تیزی کا ایک آلہ ہے تو ان علوم کو جن میں قواہ کو زیادہ ورزش میں لانا پڑتا ہے اور زیادہ تیزی ظاہر کرنی پڑتی ہے بہ نسبت ان علوم کے جن میں واقعات متعلقہ کا تحفظ تو بہت ہے لیکن قواہ کو اس قدر تیزی ظاہر کرنی یا اس قدر ورزش میں لانا نہیں پڑتا مفید مطلق کہلانے کا زیادہ استحقاق ہوگا۔ ہماری رائے میں فلسفہ ذہنی کے فوائد عظیمہ میں سے ایک فائدہ اسی وجہ پر مبنی ہے ہر شخص یہ بات کو فوراً تسلیم کر لیگا کہ فلسفہ ذہنی میں ہماری تمام نظری اور عملی قابلیت عظیمہ شامل ہیں اور ہر استدلال در باب خدا روح موجودہ و آئندہ حالت انسان فقط فلسفہ ذہنی ہی سے مستنبط کیا جاتا ہے۔ یہ علم ذہن کی ورزش کا ایک عمدہ سے عمدہ آلہ ہے اور ہمارے قواہ کی اعلیٰ تکمیل کا باعث ہے۔ اس لئے اس کو مفید کہنا بے شک واجب ہے۔ کسی اور ذہنی شغل سے ذہن اس قدر اپنی ذات کی پوری تحقیقات نہیں کرسکتا۔ اور نہ اس کے قواہ اس قدر مستقل طور پر بیدار اور معمولی تیزی میں آسکتے ہیں۔ اس لئے کوئی اور مذہب ایسا نہیں کہ جس سے اس کے قواہ اور قابلیتیں اس قدر مشاق ہو کر تکمیل کو پہنچیں۔ **برک صاحب** کا قول ہے کہ جب ہم روح کو اس کی ذات ہی کی طرف متوجہ کرتے ہیں تو اس کی طاقتیں مجتمع ہو جاتی ہیں اور علوم میں بہت زیادہ ترقی کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں اور ایسی تحقیقات میں خواہ ہم مقصد حاصل کریں یا نہ کریں۔ دونوں حالتوں میں ہمیں کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہی پہنچتا ہے۔

پس بہر صورت ثابت ہے کہ فلسفہ ذہنی میں تمام علوم سے زیادہ قواہ کی ورزش ہوتی ہے۔ اس لئے وہ مفید کہلانے کا مستحق ہے اور اس علم کی فضیلت اس بات پر بھی منحصر ہے کہ وہ سب سے افضل چیزوں کی بحث کرتا ہے۔ مثلاً خدا۔ روح انسانی۔ حالت مستقبل وغیرہ وغیرہ۔

ترقی ذہنی ہمیشہ محبت ذاتی پر منحصر ہوتی ہے جس قدر محبت ذاتی زیادہ ہوگی اُسی قدر ترقی ذہنی زیادہ ہوگی۔ فتامل (باقی آئندہ) (حشمت اللہ)

وفا

(سلسلہ کے لئے دیکھو فرقان ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء)

الغرض لڑکا جب اپنی تقریر ختم کر چکا تو اس کی ماں نے بھی اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا۔ اس کی بچی بچیاں اور لڑکے بھی آگ میں کود پڑے۔

اے معتقدان دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ بالا ابیات میں زیر خط الفاظ پر غور کرو کہ تمہارے بزرگ مولانا روم عیسائیوں کو مومن۔ موقن اور خاصانِ حق کا لقب عطا کر رہے ہیں وہ مولانا روم جنکا نام اکثر واعظین اسلام اپنی وعظوں میں بطور سند پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ مولانا جنکی بزرگی اور عظمت سے کسی محمدی صاحب کو انکار نہیں۔ وہ مولانا روم جنکی شان میں مولانا جامی لکھتے ہیں:

من چہ گویم وصف آں عالیجناب

ہست پیغمبر و لے دارد کتاب"

مولینا روم جن کی مثنوی کی بابت صاف لکھا ہے۔

"ہست قرآن در زبان پہلوی"

عیسائیوں کو ایک الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور بہت سی کچھ مسلمان شامل کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ مگر وا حیف اسی امت عیسیٰ کو آجکل کے کٹ ملاؤں نے کافر و ناوک منظالم بنا رکھا ہے۔

اے مسلمانوں پردہ تعصب کو درمیان سے اٹھا دو۔ اگر تم فی الحقیقت مسلمان ہو تو تم عیسیٰ کو اپنا ہم مشرب سمجھ کر گلے لگاؤ ورنہ ہم مجبور ہیں تم کو بقول مولینا روم دشمن امت عیسیٰ سمجھ کر زمرہ شار جہود تصور کریں گے۔

اے عاشقان نام مسیح نصیحت حاصل کرو۔ دیکھو وہ طفل صغیر اپنے ایمان پر کیسا قائم رہا جس اس کی ایمانداری اور وفا کا نتیجہ تھا کہ نار گلشن اس کے حق میں تختہ گلشن بن گئی۔ کوشش کرو کہ تمہارا ایمان اس معصوم بچے سے کم نہ ہو۔ چند گھڑی غم اور مصیبتیں آتی ہیں۔ لیکن مبارک ہے وہ شخص جو انجام پر نظر رکھتا ہے ؎

پس ہر گریہ آخر خندہ ایست
مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

ایمان ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھو۔ جان اگر جائے تو جائے۔ مگر ایمان نہ جانے پائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر لوگ تکالیف سے تنگ آ کر خدا سے منحرف ہو جاتے ہیں بعض بے روزگاری کے سبب دین سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ اے عزیزو۔ دنیا و مافیہا کو فانی سمجھ کر مصائب برداشت کرو۔ کیونکہ مصائب بھی فانی ہیں۔ فانی چیز سے خوف کھا کر ابدی آسایش کو خیرباد مت کہو۔ اگر دنیا سے تکلیف پہنچی ہے تو اسے ترک کر دو۔ اگر اپنی قوم کی بداعتنائی سے ٹھیس لگی ہے تو گوشہ نشینی اختیار کرو۔ اہل دنیا سے رنجیدہ ہو کر اپنے محسن وفادار۔ جاں نثار۔ جاں پرور۔ مسیحا۔ منعم و برکات مجموعہ صفات۔ جناب مسیح سے منحرف ہونا آئین وفاداری سے بعید ہے۔ بلکہ جادہ محبت پر قائم رہ کر جملہ مصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ کہنے کے قائل رہو ؎

مرا عشق پائے زہ بگ ہے ثابت قدم میرا
دم شمشیر قاتل پر بھی خوں جاتا ہے جم میرا۔

نصیر از کرنال

ہماری ناکامی کے اسباب

گذشتہ سے پیوستہ۔

(از ایس۔ پی۔ ذکا۔ حیدرآباد دکن)

مذکورہ بالا قطبات کے علاوہ میرے نزدیک ہماری ناکامیابی و ناکامی کا سب سے بڑا ایک ہی سبب ہے اور وہ خودغرضی ہے۔ خودغرضی ایک ایسا مہلک مرض ہے کہ قوم کی قوم تباہ و برباد کر دیتا ہے جس ملک کے افراد اور جماعتوں میں خودغرضی پیدا ہو جاتی ہے وہ ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا اور نہ وہاں امن و چین نصیب ہوتا ہے اور اس ملک میں سچی خوشی اور قلبی اطمینان میسر نہیں ہو سکتا مجھے معاف فرمائیں کہ بجز چند محبان وطن خیرخواہان ملک و دردمندان قوم کے سب ہندوستانیوں میں خودغرضی ابھری ہوئی ہے۔ جہاں سے ہر ایک کام سے خودغرضی ٹپکتی ہے۔ ہندو چاہتے ہیں کہ وہی ترقی کریں اور مسلمان چاہتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں۔ غرض ہر ایک جماعت اپنی ہی ترقی کے خیال میں محو ہے۔ ہندو ادھر یہ ٹھان بیٹھے ہیں کہ ہم سب ہندوستانی غیر ہندوؤں کو ہندو بنا کر ہی دم لینگے۔ اُدھر مسلمان ہندوؤں کے مخالف ہو گئے ہیں کہ محض انہیں کی وجہ سے وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر دیرینہ فراموش شدہ مذہبی تبلیغ کو مکمل طور سے پھر شروع کر دیں۔ ہر مذہب کا پیرو اپنے مذہب کی تبلیغ اور تلقین کا حق رکھتا ہے مگر جب اس نیک اور روحانی کام میں خودغرضی و خودطلبی کا خمیر سرایت کر جاتا ہے تو اس اثر کے نتائج باہمی فساد و کینہ و چشمک و خصومت و فساد کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں جو ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹیں ہیں۔ مارے ہی اور شدھی و مانند ہی ہندو سنگٹھن کے بجائے ہر نقطہ سے ہی خودغرضی ٹپک رہی ہے۔ ہندوستان سنگٹھن کی بنا ڈال رہی کو اپنا عروج تک پہنچانا تھا نہ صرف ہندوؤں ہی کو بلکہ تمام ہندوستانیوں کو طاقتور اور متحد بنا کر اتحاد و محبت و ہمدردی کی زنجیروں میں جکڑ دینا تھا کیا تم ہندوؤں ہی کی بہبودی کو اپنے ملک کی بہبودی سمجھ بیٹھے ہو؟ کیا دیگر مذاہب کے گروہ در فرزند تمہارے ملکی بھائی نہیں ہیں! کیا ان کمزوروں کے مقابل طاقتور ہو کر انہیں تباہ کر کے خود سوراج کے مزے لوٹنا چاہتے ہو۔ افسوس! نہ صرف ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں کے مقابلہ میں خودغرض ہیں بلکہ بارہا دیکھا گیا کہ اکثر وہ اشخاص بھی آپس میں خودغرضی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ جو کہ ایک ہی مذہب کے پیرو ہو سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کی ترقی دیکھ کر آتش حسد سے جل کر خاک ہو جاتے ہیں اور دوسرا تیسرے کی ترقی شدہ حالت کو تباہ و برباد کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

ہندوستان کی بے شمار دولت ساہوکاروں کے گھروں میں پوشیدہ ہے۔ اگر وہ چاہیں تو اس دولت سے نہ صرف خود مستفید ہو سکتے ہیں بلکہ ہندوستان کی ساری مفلسی دور کر سکتے ہیں۔ سو افسوس وہ خودغرضی تنگ دلی اور دولت پرستی کو ترک کر کے ہندوستان میں جا بجا بڑے بڑے

و دارالخلافہ کنٹرول دیں جہاں تمام ضروری اسباب تیار ہوں تو کس قدر ہندوستان کی مفلسی دور ہو جائیگی اور کس قدر ہندوستان کی مالی حالت میں ترقی ہوگی اور جگہ جگہ مدارس اور کتب خانے بنادیں تو کئی نوجوان اور طلبا جو محض مفلسی اور کس مپرسی کی وجہ سے اپنے قیمتی اوقات کا خون کر رہے ہیں۔ نہ صرف خود تباہ ہو رہے ہیں بلکہ قوم و ملک کے لئے بھی تباہی کا باعث ہو رہے ہیں۔ آج تعلیم حاصل کر کے اپنی قوم اور ملک کے بہترین فرزند ثابت ہو سکتے ہیں۔

سارے جہان میں خود غرضی اور خود مطلبی کسی نہ کسی رنگ میں ضرور پائی جاتی ہے۔ وہ بھی زیادہ تر غیر ممالک کے مقابل میں۔ مگر اپنے ہی ملک کی تباہی اور اپنے ہی قومی برادروں کی بربادی کے خواہشمند کسی ملک میں نظر نہیں آئینگے۔ اپنے ہی ہم قوم بھائیوں سے خود غرضی حسد بغض و عناد کے نظارے اگر دنیا میں تلاش کئے جائیں تو ہندوستان کا ہی درجہ سب میں اول ہوگا۔

ہندوستان کی ترقی اس وقت ہوگی اور اسی وقت اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے اور اسی وقت گوہر مقصود سے دامن پر کرینگے اور اسی وقت میلا کے سوراج سے ہم آغوش ہونگے جبکہ جا بسے دل دماغ سے خود غرضی اور خود مطلبی کا نام و نشان مٹ جائیگا اے ہندوستانیو! خواب غفلت سے بیدار ہو کر وحاصل کوششوں سے باز آؤ۔ قبل اس کے کہ تم سوراج کا مطالبہ کرو اپنے ملکی بھائیوں کو جائز حقوق عطا کرو اور انہیں تہذیب اور روشنی کے میدان میں نہ آنے دو جہالت کی جن تاریکیوں میں غافل ہیں پھر سب ایک مشترکہ مقصد کیساتھ نیک نیتی سے کوشش کرو ضرور کامیابی ہوگی۔ جہد دی الوطنیہ و خود شناسی آپس میں محبت کو مقدم فرض سمجھو۔ ہر ایک ہندوستانی دوسرے ہندوستانی کو بھائی سمجھے خواہ وہ ہندو ہو پارسی یا مسلمان یا عیسائی۔ اپنے ملکی بھائی کی بہتری کو خود کی بہتری اس کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد۔ اس کی تباہی کو خود کی تباہی تصور کرو جب محبت ہمدردی۔ خود شناسی کے عملی نتائج ہند میں ہویدا ہونگے تو ہندوستان جنت نشان ہو جائیگا۔ اس کے مقابل کے سامنے ہر ایک معلم سر تسلیم خم کریگا اور ہر مقصد میں کامیابی کی صورت دیکھیگا۔ نہ کہیں جہالت رہیگی۔ نہ کہیں بے علمی۔ نہ کہیں ہندو مسلم فساد ہوگا۔ نہ کہیں منافرت بغض و عناد کے مناظر نظر آئینگے ہر طرف امن چین مسرت ترقی کے آثار ہی نظر آئینگے۔ اور یہی حقیقت میں سوراج ہے۔ فقط۔

سنا تو میں نے بھی تھا

لاہور سے ایک اڈرتی ہوئی خبر آئی تھی کہ کسی اردو اخبار نے کلارک آباد کا کچھ حال تحریر فرمایا ہے۔ ہمارے بھائی ایسے غیر تنسنتر ہے ہی نہیں کہ فوراً لکھ کر مجھ سے دریافت کرتے کہ کیا واقعہ ہے۔ یا اخبار ہی بھیج دیتے۔ ایسی ہمت کس میں۔ یہ معاملہ راز ہی میں رہا۔ آخر ۲۱ مئی کے پرچہ زرافشاں دیکھنے سے اس راز کا پردہ اٹھ گیا حقیقت معلوم ہوئی۔ زرافشاں نے بھی پردہ ہی میں بات کر دی ہے۔ صفائی سے نہیں لکھا چاہئے تو یہ تھا کہ اسی گزٹ کا پرچہ میرے پاس بھیج دیتے یا مضمون کی نقل کر دیتے۔ خیر اتنا ہی غنیمت ہے جس قدر کہا۔ تانت باجی راگ پہچانا۔ اصل حقیقت کا پتہ لگ گیا۔ مگر ناظرین زرافشاں تو ابھی اندھیرے میں ہیں۔ اصل واقعہ مجھ سے سنیں۔

۱۴ مئی اتوار کو دو شریف آدمی جو ہندو معلوم ہوتے تھے عین عبادت کے وقت گرجا میں آگئے بعد عبادت ان دونوں صاحبان کو مسٹر و دھاوا مل منیجر اپنے گھر لے گئے مہمان نوازی کا حق ادا کیا جیسا کہ ادا ہونا چاہئے۔ ان میں سے ایک مہاتما تو وہ ہے کہ تعلیم یافتہ ہوکر اخبار ہیں جن کی مشہور دکان گر نتیل بلڈنگ میں ہے اور سانچہ کے تمام معزز مسیحیوں کے دوست ہیں۔ شریف جنٹلمین ہیں۔ دوسرے صاحب ایک لمبا جبہ پہنے ہوئے بصورت مہاتما تھے۔ دراز ریش نامت نیک رحم دل۔ صورت قابل عزت

ہر کرا جامہ پارسا بینی

پارسا دان و نیک مرد انگار

ہر طرح ان کی خاطر تواضع کی گئی مجھے بھی ان کی ملاقات کے واسطے منیجر صاحب نے بلایا۔ کس قدر دینی گفتگو بھی ہوئی۔ پوچھا گیا کہ کیسے غریبوں کے ہاں تشریف لانا ہوا۔ جواب دیا کہ چھٹی کا دن تھا خیال آیا کہ چلیں مسیحی گاؤں کی سیر کریں۔ میں نے کہا کہ دونوں کام ہوگئے۔ سیر ہوگئی چپکے کے فوت سے بھی دو گھڑی کا آرام ملا اور ادھر ادھر کی گفتگو ہوتی رہی مسیحیوں کے حالات تعلیم وغیرہ کا تذکرہ چھڑا رہا۔ پھر گاؤں کی سیر کو نکلے۔ دو ایک لڑکیاں جو راہ میں مل گئیں ان سے مہاتما صاحب نے چند سوالات کئے جن سے مہاتما جی بہت خوش ہوئے ۹ - ۱۰ برس عمر کی لڑکیاں ان کے سوال کا جواب ہے مہاتما جی کے دل میں رشک کی آگ بھڑکی۔ کہا کہ ہندو لڑکیاں بھی ایسی ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی سے ان کے دل میں خیال آیا کہ ایسی بچیاں تو ہندوؤں سے بیاہی جانی چاہئے۔ اپنے آپ ہی اپنے دل میں یہ فقرہ گھڑ لیا۔

"عیسائی یہ کہنے لگے ہیں کہ ہمیں ان لڑکیوں کے متعلق ایک خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

اور وہ یہ کہ کہیں ایسی اچھی لڑکیوں کو ہندو نہ لے جائیں"۔

یہ فقرہ ظاہر کرتا ہے کہ ہماری ترقی دیکھ کر وہ کہاں تک . . . . رشک کی آگ میں جلے۔ ذرا کسی مسیحی نے اُن سے یہ کہا اور نہ ہم دونوں میں سے کسی کے منہ سے ایسا فقرہ نکلا۔ البتہ شدہ اشتہ پر کسی قدر گفتگو ہوئی۔ ہمیں تو اس بات کا کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ اگر ہماری رہنمایاں ہندو جوان چاہیں تو انہیں بیاہ ہونا پڑیگا یا اُن کو اپنی لڑکیاں ہمارے جوانوں کو دینی پڑیں گی۔ مگر مشکل یہ ہوگی کہ ہماری تعلیم یافتہ مہذب۔ اُن کی جاہل غیر مہذب۔ نتیجہ وہی کہانی ہوگی جو مہاراجہ رنجیت سنگھ اور ایک مراسی کی ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک دن سیر کو نکلے۔ راہ میں ایک مراسی سارنگی پکڑے اُڈاے کندھے سے لگائے جا رہا تھا۔ مہاراجہ نے مذاق سے پوچھا۔ او بے وادا گڈوی دیکھنی اسے رکھیگا یہ لوکی بیچیگا؟ مراسی نے جواب دیا ہاں سرکار۔ مہاراجہ نے پوچھا کیا لیگا۔ جواب دیا گڈوی دی گڈوی دا دو بچے لونگا (لڑکی کے بدلے لڑکی لونگا)۔ اوسفالتو نقدی (مہاراجہ نے فرمایا) گڈوی دی گڈوی جدلے تی پھیر وادے لگ کا ہے۔ (یعنی جب لڑکی کے عوض لڑکی لے لی تو پھر فالتو نقدی کیسی) مراسی نے کہا جیو سرکار سا ڈیاں کڑیاں تعلیم یافتہ۔ گلس پڑھیں۔ تہاڈیاں جاہل مورکھ اَن پڑھ (یعنی ہماری لڑکیاں تعلیم یافتہ اور تمہاری بے علم جاہل) اسواں آریہ صاحبان کو معلوم ہو کہ ہماری لڑکیاں ایسی نہیں کہ بے فکر ہو کر اسیاں کو لیجا سکینگے۔ اپنے ہی کے خیالات کو مسیحیوں کے ذمہ لگا دو۔ آپ نے بھی تو مسیحیوں کی تقلید کر لی ہے شدھ اشدھ کا مسئلہ گھڑ لیا ہے مگر مسیحیوں کا مقابلہ ناممکن ہے کیونکہ یہاں مسیح کی تعلیم ہے کہ تم سب بھائی ہو۔ وہاں چار ورن ہیں بھائی نہیں۔ بھائی اور دیوں کی فقرن میں بھیا ہے دیکھا جو دیکھو میں ہے۔

ہزار کوشش پر بھی مہاتما گاندھی کی بات نہیں مانی۔ اصل ہندو اپنے مذہب کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے نقل ہندو مسیحیوں کی تقلید تو کرتے ہیں مگر عملاً کچھ نہیں کاش کہ میرے سامنے آریہ گزٹ ہوتا تو مفصل جواب دیتا۔ ایک بات اور ہے کہ یہ مہاتما صاحب جو تھے۔ اُن کے جانے کے بعد مینیجر صاحب سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ صاحب حال ہی میں ۲۷ برس کے بن باس کاسے ڈپٹی کی جلا وطنی سے چھوٹ کر آئے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف کچھ کارروائی کر بیٹھے تھے۔ جس کی بدولت آپ کو کالے پانی کا آبدورانہ ۲۷ برس کھانا پینا پڑا۔ خاکسار اسی لئے خیالات پریشان رہتے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مسیحیوں کو یاد رکھتے ہیں۔

واعظ

پیغام صلح اور ہم

پیغام صلح نے مسیحی مصنفین پر یہ الزام دیا تھا کہ وہ حضرت محمد صاحب کو بدنام کرنے والے ہیں جس کے جواب میں ہم نے یہ لکھا تھا کہ

احادیث میں محمد صاحب کی ایک مقدس ہستی کو مسلمان کہلانے والوں نے بدنام کیا ہے خود مسلمانوں کے ہاتھوں پیدا شدہ اس خرابی کا جواب مرزائیوں کے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ محمد صاحب کے چال چلن کو پاک و صاف کرنے کی جرأت کریں تو مخالف اُن کی تردید میں ہزاروں حدیثیں پیش کر دیتے ہیں (کیونکہ ہم) اس کے ساتھ ہم نے درافشاں ۲۲ مئی ۲۶ء میں ان کو مسلمان دی تھی کہ

"اسلامی تصانیف اور بالخصوص احادیث کو جو بانی اسلام کی زندگی اور سیرت کو بدنام کرنے والی ہیں دنیا سے ناپید کرنے کی کوشش میں لگ جائیں ورنہ دوسروں پر الزام نہ دیا کریں۔ وغیرہ۔"

اس لاجواب دعوی کی صداقت کے سامنے عاجز ہو کر پیغام صلح اِدھر اُدھر غیر متعلق باتوں میں ہمارے قیمتی وقت اور کالموں کو ضائع کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ کسی طرح ہم اپنے اصل دعوی سے ہٹ جائیں۔ "درافشاں اور ہم" کے عنوان سے جو روایتیں اس نے اُٹھائی ہیں۔ ان دونوں کا جواب حسب ذیل ہے۔

(۱) حدیثوں میں محمد صاحب کے چال چلن کو بدنام کرنے کے متعلق ہم ایک اسلامی گواہ کی شہادت پیش کر کے اپنے دعوے کو زیادہ درست اور لاجواب بنا دیتے ہیں سنئے بلاغ القرآن بابت اپریل لکھتا ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ بزرگوں کی تالیف صحاح اور اصول کافی کلینی وغیرہ شیعوں کی بنائی ہوئی روایات میں کوئی بھی ایسی روایت یا حدیث نہیں جو قرآن کریم کے لفظ منشا کے خلاف نہ ہو۔ صفحہ ۱۰ غیر اللہ احادیث میں سخت تخالف و تضاد ہے۔ یہاں تک کہ کوئی بھی غیر اللہ حدیث نہیں جس کے خلاف دوسری موجود نہ ہو۔ چنانچہ مسلم میں لکھا ہے آنحضرت نے حدیثوں کو قلمبند کرنے سے منع فرمایا تھا۔ بیسیوں روایتیں ایسی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی شان اور عظمت اور عصمت اور امانت پر بٹہ لگانے والی ہیں۔ صفحہ ۱۲۔ غرض یہ روایتیں ہی فرقوں کا بڑا خوق اور ان کے اندر فاسد خیالات اور عقائد پیدا کرنے کا باعث ہوئی ہیں صفحہ ۱۳ رسول پاک اور صحابہ کی وفات کے بعد یہ حالت ہوئی کہ دنیائے اسلام میں دشمنان اسلام نے اکاذیب اور اباطیل کا ایک طومار خرافات احادیث رسول کے نام سے لا کھڑا کیا۔ مسلم اور بخاری جیسے شخصوں نے ان اسفار لہو الحدیث کے ذریعہ کیا کچھ نقصان اسلام کو پہنچایا ہے۔ حدیث کے مصنفین نے اسلام میں عظیم الشان تفرقہ و فساد پیدا کر دیا۔ صفحہ ۲۳۔



دوسری بات

کہ اخبارات میں مفاہمت ہونی چاہیے۔ اس کے ثبوت ہماری طرف سے عملی طور پر دیئے جا چکے ہیں تحقیق الاسلام کی تمام عبارت اس کی شاہد عادل ہے۔ پھر ہم نے مرزائیوں سے درخواست کی تھی کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں جو بزرگوں کو گالیاں دی گئی ہیں اُن کو نکال ڈالیں۔ کیونکہ خلاف عقائد اور تعصب اور بغض تھے اور سمجھتے تھے یہ مرزائیوں کی طرف سے پہلا عملی قدم تحریک مفاہمت کی تائید میں ہوگا (نورافشاں کیم ۲۵)

ہماری مفاہمت

بائبل کی بنا پر اور تحقیق الاسلام میں بیان کردہ خطوط پر مبنی ہوگی۔ گو جس مفاہمت کی تحریک خواجہ کمال الدین صاحب نے کی تھی اُس کا کوئی اظہار آجتک پیغام صلح یا خواجہ صاحب نے نہیں کیا۔ پیغام صلح کو یہ بات کہ مرزا صاحب کی تصانیف میں سے بزرگان دین کی بابت جو گندی گالیوں کو نکال دو۔ کیوں بری لگی۔ اس کی ہمیں کچھ نہیں آئی ؎

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن
آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

قاآن

یاد رفتگان

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر دیجاتی ہے کہ مسٹر سنگھ صاحب لیڈر آکسفورڈ کی دختر نیک اختر مودہ مارچ کو رات ایک بجے بعارضہ نمونیا ... اپنے والدین کو اور خویش و اقارب کو داغ مفارقت دیکر آسمانی باپ کی گود میں چلی گئی۔ خدا اس علالت سے

صرف یہی ہو کہ والدین کو دی گئی تھی جس سے اُن کے دل کے یہ صدمہ ناقابل برداشت ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ متعلقین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ؎

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
کس نیست جز تو یارم فریاد رس الٰہی

از انعام مسیحا پتہ

واعظوں کیلئے خاص و پر مطلب نوٹ

جو شخص پانی میں غوطہ مارے اگرچہ اس کے اوپر بہت من پانی ہوتا ہے تاہم وہ پانی کے اس بوجھ کو محسوس نہیں کر سکتا۔ پر اگر وہ پانی سے نکل آئے اور پانی کا ایک گھڑا اس کے سر پر رکھا جائے تو وہ تکلیف محسوس کریگا۔ اسی طرح جب انسان گناہ میں ڈوبا رہتا تو اس کو اپنے گناہوں سے کچھ تکلیف محسوس نہیں ہوتی مگر جب وہ توبہ کر کے گناہ کو چھوڑ دیتا ہے تو چھوٹا گناہ بھی اس کو بڑا معلوم ہوتا ہے۔

پانچ قسم کے لوگ ہیں جو عبادت خانہ میں حاضر ہوتے ہیں (۱) وہ جو بے توجہ ہوتے۔ ایسے اشخاص صرف عادت کے سبب عبادت خانہ میں آتے ہیں وہ عبادت خانہ میں موجود ہوتے ہیں مگر اُن کا دل کسی اور جگہ ہوتا ہے (۲) فصاحت کے شائق جو صرف دلچسپ باتوں اور فصیح واعظوں کی تقاریر سے حظ اٹھانا چاہتے ہیں (۳) نقطہ چین و حرف گیر (۴) فیشن کے دلدادہ جو اپنے پوشاکیں دکھانے آتے ہیں (۵) وہ جن کے جسمانی اور روحانی گھٹنے خدا کے حضور ٹیکے رہتے اور عبادت گاہ میں ایسے خوش ہوتے جیسی طرح مچھلی پانی میں ایسے عابدوں سے شیطان تھرتھراتا ہے۔

ضرور ہے کہ ہم اپنے آپ کو بالکل خدا کے سپرد کر دیں۔ سیلان کی سڑکیں جب خدا کے نام سے تقدیس ہوئیں تو مکمل طور پر اُسکی سپرد ہوگئیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص کی ہیکل ہے۔ جس میں خدا صرف اس شرط پر رہیگا اور شیطانی طاقت سے کام کریگا جبکہ ہم مکمل طور پر اپنے آپ کو اس کے سپرد کریں۔

مسیح ہمارے دلوں میں سکونت کرے۔ واٹرلو سنہ ۱۸۱۵ء نپولین کی فوج کے سپاہی اور اس قیصر کی حد درجہ تعظیم کرتے تھے اور اس کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار تھے۔ کیونکہ وہ اُن کے دلوں میں بستا تھا۔ ایک بار کسی لڑائی میں ایک سپاہی کے سینے میں دل سے کچھ اوپر گولی لگی۔ فوراً ڈاکٹر جراحی کے لئے بلایا گیا۔ عمل جراحی کرتے ہوئے جب سپاہی نے محسوس کیا کہ نشتر اُس کے دل کے نزدیک جا کر لگتا ہے تو فوراً بول اٹھا۔ نشتر کو ذرا گہرا مارو اور وہاں تم کو قیصر ملیگا۔ کیا ہم اس سپاہی کے موافق اپنے سب سے عزیز دوست مسیح کو اپنے دلوں میں رکھتے ہیں؟

بنی اسرائیل نے سین کے بیابان سے کوچ کر کے رفیدیم میں خدا کے حکم سے ڈیرہ کیا۔ وہاں اُن کو پانی کی دقت پیش آئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت خدا کی ناراضگی کا نشان نہیں بلکہ کبھی کبھی خدا کے فرمان کے مطابق عمل کرنے سے ہم مصیبتوں میں پڑ جاتے ہیں اور خدا اُن مصائب کے ذریعہ سے ہمارے ایمان کو جانچتا اور اُسے مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ جس مصیبت کے بیابان میں ہم مایوس ہوتے ہیں وہاں حوریب کی سی چٹان بھی موجود ہے کہ جس سے ہماری مایوسی آس اور خوشی سے بدلجاتی ہے۔

جس جگہ خدا نے حوریب سے رفیدیم میں بنی اسرائیل کو پانی دیا تھا وہاں عمالیق اُن پر چڑھ آئے۔ آجکل بھی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جہاں روحانی نعمتیں ہم پاتے ہیں وہاں دنیا اور جسم ہم پر چڑھ آتے ہیں۔

ابو العزیز



پادری عبدالحق صاحب لاہوری لیکچروں کے
بعد سے ہی پنجاب میں مسیحی خدمت میں مصروف ہیں
آپ پنجاب کے اکثر شہروں میں اس وقت سے آجتک
نہایت کامیابی کے ساتھ لیکچر دے چکے ہیں۔ شیخوپورہ
ڈالمیاں، جہلم، نارووال سے خبریں موصول ہوتی رہی
ہیں کہ آپ نے ان اضلاع میں مسیحیوں اور مسلموں کو اپنے
مسیحی خیالات سے دنگ اور حیران کر دیا ہے۔ مسیحیوں
میں عجیب دلچسپ جوش و سرگرمی پیدا کر دی ہے۔
مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولوی عبدالحق صاحب
ودیارتھی کو رجعت ڈال رکھا ہے۔ احمدی جماعت کے
پاس بھی مولوی صاحبان ہیں جو احمدیت کے محافظ بنکر
ہر جگہ پادری عبدالحق صاحب کے مقابل اس لئے جایا
کرتے ہیں کہ شاید کہیں احمدیت کو شکست نصیب ہو جائے
پر ہم سب کو معلوم ہے کہ ہمارے دوست اور بھائی
ہر دو مولوی صاحبان پادری عبدالحق صاحب کے
مقابل کہاں تک احمدیت کی حفاظت کر سکتے ہیں۔
پیغام صلح مطبوعہ ۶ جون راوی ہے کہ جہلم میں پادری
صاحب سے زبردست مباحثہ ہوا۔ مولوی عبدالحق
صاحب ودیارتھی اور مولوی عصمت اللہ صاحب
بھیجے گئے۔ پیغام صلح کا نامہ نگار جہلم سے لکھتا ہے کہ
مسلمان مظفر و منصور رہے۔ مگر ہم احمدی صاحبان
کی فتوحات سے واقف ہیں۔ اتنا مطلب سمجھ لیجئے
اس کے حقیقت ہونے میں تامل یا پر شک و شبہ نہ
کیجئے۔ حقیقت یہی ہوگی

آجکل ہندو اخبارات میں خصوصاً بندے
ماترم میں مہاتما گاندھی کے خلاف لے دے شروع
ہے۔ ایک طرف ہندو شور مچا رہے ہیں کہ مہاتما
جی تحریک خلافت سے مسلمانوں کو منظم اور بیدار
کر دیا ہے۔ انہوں نے خلافت کا مسئلہ حل ہونے
پر ہندوؤں کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ دوسری
طرف کہا جا رہا ہے کہ آپ کی تحریک عدم تعاون نے
مسلمانوں کو برباد کر دیا ہے

اس کے سوا مہاتما گاندھی نے موپلوں کے فساد
میں موپلوں کا قصور تسلیم کر کے ہندوؤں کی ان حکایات
کی سچائی پر پانی پھیر دیا ہے جو فساد کے ایام میں ہندوؤں
کو جبراً مسلمان بنانے کے حق میں ہندو اخبارات نے
مشہور کی تھیں۔ اس پر ۲۹ جون کے بندے ماترم میں ایڈیٹر
صاحب بڑے بگڑے ہیں اور مہاتما جی کے خلاف
کچھ کہا سنا ہے۔

اس سے بڑھ کر مہاتما جی نے آریہ سماج اور
پنڈت دیانند جی کی بابت ایسی رائے ظاہر کی ہے کہ
جس سے آریہ دوست سخت چراغ پا ہو گئے ہیں۔
مہاتما جی نے صاف الفاظ میں آریہ سماج اور اس کے
بانی کو تنگ دل ہونے کا الزام دیا ہے جس سے
آریہ سماج کی سخت کرکری ہو گئی ہے۔ آریہ صاحبان
بھی مہاتما جی کے خلاف بولنے پر کچھ کمر بستہ رہے ہیں
دیکھیے بندے ماترم مطبوعہ ۲۹ جون کو۔

ہمارے آریہ دوستوں نے عدم تعاون کی تحریک
سے مذہبی فائدہ اٹھانے کی کمال کوشش کی تھی
ترک حیلہ کر جاتے تھے پر آریہ بھائی شدھی کی تیاریوں
میں مصروف تھے۔ اب بھی اچھوت سدھار کے نام
شدھی کرنے میں مصروف ہیں۔ ہندو ریاستوں کے
اقتدار سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے
وکیم وغیرہ میں۔ ہے ستیاگرہ کر رہے ہیں کہ
ریاستوں کی ہندو حکمران ترم کرنے سے بچائیں۔
گروہ عیسائی نہ ہو جائے۔ دیکھو بندے ماترم ۳۰ جون
اس سے کو ہمیں اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ریاست
کے ہندو حکام سے امداد لیکر غیر ہندوؤں کو آریہ بنانا
چاہتے ہیں۔ کچھ بھی ہو۔ مگر یہ بات اظہر من الشمس
ہے ۔۔۔ یہ ہے کہ آریہ سماج کے طرز عمل نے
ہندو مسلم اتحاد کے عمل کو مشکل کر دیئے ہیں۔ مگر اس پر
مہاتما جی نے آریہ سماج کو تنگ دلی کا الزام دیا ہو
تو ہرگز بے جا کام نہیں کیا ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کی
شدھی کی تحریک سے مہاتما گاندھی آسانی سے
سمجھ سکتے تھے کہ انہوں نے اپنی شدھی سے عدم
تعاون اور ہندو مسلم اتحاد کو صدمہ پہنچایا ہے۔

مہاتما گاندھی کی آریہ سماج کے متعلق نکتہ چینی
آریہ سماج کا پروٹسٹ

آریہ سماج وکیمپور کے سالانہ جلسہ پر جمع شدہ تمام
پبلک نے سرگرمی سے فیصلہ کیا ہے۔ مہاتما گاندھی
جی کے خیالات متعلقہ آریہ سماج بالکل غلط ہیں۔ یہ
محض مہاتما جی کی اس مذہب اور لٹریچر سے ناواقفیت
پر مبنی ہیں۔ انہوں نے جو الزامات آریہ سماج۔
ستیارتھ پرکاش، رشی دیانند جی مہاراج، شدھی
اور ویدک تعلیم پر لگائے ہیں وہ ان کی شان
کے ہرگز قابل نہ تھے۔

۱۲ جون کو آریہ سماج دھوال لاہور میں بھی
مہاتما جی کے ویدک دھرم اور آریہ سماج کے متعلق
خیالات کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔ مہاراجہ کرشن
جی منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ایک
گھنٹہ تک زوردار تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ
مہاتما گاندھی جی کا الزام یہ ہے کہ رشی دیانند
نے ہندو دھرم کو تنگ کر دیا ہے۔ لیکن یہ واقعات
پر مبنی نہیں۔ مہارشی نے ویدک دھرم کو تنگ نہیں کیا
بلکہ زیادہ وسیع اور عالمگیر بنا دیا ہے۔

پیکن ۱۲ مئی چین اور روس کے درمیان
ایک معاہدہ طے ہوا ہے جس میں مقدم الذکر
نے روس کی بالشویک حکومت کو تسلیم کر لیا ہے
چین کی مشرقی ریلوے کا انتظام بالشویک گورنمنٹ

کے سپرد کیا گیا ہے۔ جس نے روس گورنمنٹ کی بجائے سوویٹ گورنمنٹ کے حوالہ کر دی ہے۔ جس نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ ان حقوق کو جو روس کو دیئے گئے ہیں کسی اور طاقت کے پاس منتقل نہ کریگا۔ سوویٹ نے منگولیا میں چین کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے

ڈاکٹر رابندرناتھ ٹیگور آجکل چین میں ہیں۔ آپ نے شہر پیکن میں معزول شاہ چین سوانٹنگ سے ملاقات کی۔ شاہ چین انگریزی خوب بولتے ہیں۔ چنانچہ آپ شاہی باغ میں ڈاکٹر صاحب سے عرصہ تک گفتگو کرتے رہے۔

پیکن ۳۰ مئی۔ چار مشنری مسٹر جیوزی اور مسٹر رین (انگریز) اور مسٹر ... اور مسٹر ملر (امریکن) جو مقام ... سے ... کی طرف سفر کر رہے تھے۔ چینی ڈاکوؤں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ مشنریوں کو آزاد کرانے کے لئے ایک جماعت روانہ ہوئی ہے۔ ڈاکوؤں نے کوریلین کے دو مشنریوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ برطانوی اور امریکن سفیر نے گورنمنٹ چین کو اس تازہ ترین واردات کی طرف توجہ دلا کر اس سے درخواست کی ہے کہ مشنریوں کو آزاد کرانے کی کارروائی فوراً کی جائے۔

گورنمنٹ ای۔ آئی اور جی۔ آئی۔ پی ریلوے کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ ای۔ آئی ریلوے دسمبر ۱۹۲۴ء اور جی۔ آئی۔ پی جولائی ۱۹۲۵ء میں سرکاری ریلوے بنجائیگی۔

تار کیشور۔ یکم جون۔ شری ست سی۔ آر۔ داس کو جبکہ وہ مندر میں پوجا کے لئے گئے تھے۔ تو انہیں ایک پولیس افسر نے مداخلت کر دی۔ اس پر شری ست داس نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے۔

مسئلہ تارکیشور۔ میں ہندوؤں کے مذہبی عبادت کے حق کو چھینا جا رہا ہے۔ ہر ایک کو اس سے گریز میں حصہ لینا چاہئے مجھے مجسٹریٹ کے حکم سے مندر میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ اس سے ایک اہم سوال پیدا ہو گیا ہے۔ اور بنگالی ہندوؤں کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایک ہندو کو پبلک مندر میں پوجا کا حق ہے کہ نہیں۔ ہندو قوم کو اس کا صاف جواب دینا چاہئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہندو دھرم پر ایک حملہ ہے۔ کیا بنگالی ہندو اس کے آگے جھک جائینگے۔ میں اپنی جان قربان کر کے بھی اس حق کو برقرار رکھنا چاہتا ہوں۔ نوکر شاہی نے ہمیں چیلنج دیا ہے بنگال نوجوان اس کا کیا جواب دیتے ہیں

دستخط۔ سی۔ آر۔ داس

مہاراجہ صاحب ریاست ریواں نے ۱۰ مئی تک گرل سے ۱۰۹ شیروں کا شکار کیا ہے۔ یہ تعداد پہلے دیا گیر ... کے مشہور سلسلے میں ہوئی ہے۔ اب شکار کا دوسرا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ جس میں مزید پانچ شیروں کا شکار کیا گیا ہے۔

بمبئی ۲ جون۔ بمبئی پولیس کی جمعیت کے ۷۰۰ جوانوں نے جن کے ہاتھوں میں لاٹھیوں کے بغیر اور کچھ نہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر مسٹر شارپ کی زیر سرکردگی کل پٹھانوں کے ایک کوارٹر پر چھاپہ مارا اور تقریباً ۹۰ سو پٹھانوں کو جن میں سے کسی نے بھی مقابلہ نہیں کیا گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان قیدیوں کو جنہیں پولیس نے گرفتار کیا مرگاؤں تھانہ پولیس میں لے جایا گیا۔ جہاں ان کی معاش زندگی کے متعلق زبردست تحقیقات کی گئی چنانچہ ۱۴۹ آدمیوں کے بغیر جن میں ۲۲ برطانوی ہندوستانی پٹھان ہیں۔ باقی سب کو رہا کر دیا گیا ہے کہ ان کا طرز زندگی اور معاش باعزت ہے۔ اور جنکو زیر حراست کیا گیا ہے انہیں پٹھان جلا وطنی قانون کے ماتحت شہر بدر کیا جائیگا۔

لنڈن ۲ جون۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کی بحث پر تقریر کرتے ہوئے آج لارڈ اولیور۔ وزیر ہند نے مسئلہ کینیا کا حوالہ دیا۔ اور کہا کہ پیدا شدہ صورت حالات پر میں پبلک طور پر اظہار ملامت کرتا ہوں۔ امپیریل اور سیریلوں پارٹیاں اس معاملہ میں مسٹر شاستری اور سر سپرو سے متفق ہیں۔ میرے خیال میں رنگ کا امتیاز برطانوی سلطنت کے لئے مہلک ہے۔ میری پارٹی یقینی چاہتی ہے کہ ہم اپنی ساتھی رعایا پر نا قابلیتیں عاید کرنے سے سلطنت کو بچائیں۔

لاہور ۲ جون۔ چند باقی ماندہ ببر اکالیوں میں سے ایک ورپام سنگھ کو آج صبح پولیس نے ڈسٹرکٹ ... میں گولی سے ہلاک کر دیا ہے۔ مسٹر ڈونگسٹ ... پولیس نے اکیلے ہی ورپام سنگھ کو زیر کرنا چاہا۔ اس لڑائی میں ورپام سنگھ کی کرپان سے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے بازو پر زخم بھی آیا۔ (بندے ماترم)

قسطنطنیہ ۲ جون۔ سرریہ کا کمیں کو ہدایت ہوئی ہے کہ اگر ترک معاملہ موصل کے سلسلہ میں اپنے رویہ کو معتدل نہیں کرتے تو وہ واپس لنڈن آجائے۔

ضلع مہاراشٹر کے دو گاؤں میں ۲ مئی کو دن کے تین بجے ندی کی شکل میں ایک عجیب طوفان قیامت رونما ہوا جس کی وجہ سے گاؤں میں آگ لگ گئی۔

بڑے بڑے مکانات خاموشی کے ساتھ آگ کی نذر ہو گئے۔ صدہا مویشیوں نے بھی جانیں آگ کی بھینٹ کر دیں۔ ہزار ہا انسان تباہ ہو گئے۔



کو کبھی جب تک کہ اُس کی شانتی کو حاصل نہ کر لیا۔

سو اس وقت مسیحیت نے ہند میں باوجود تیغ جدوجہد اور انکار کے اسلام اور ہندو کی تعمیرات کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے اور یہ عجب کہ اُن کی تعمیرات جلد گر جائیں اور پختہ عمارت مسیح میں قائم ہو جائے۔

ہم نے جو کچھ تحریر کیا ہے۔ خلوص دل و ہمدردی کے لحاظ سے کیا ہے۔ آگے ؎

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے۔
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

راقم۔ خیرخواہ ڈی کشن چند۔

آریہ سماج اور شدھی

آج ہم ایک ایسے مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں جو کہ جتنا ہی نازک اور پیچیدہ مسئلہ ہے اس مسئلہ سے ہماری مراد وہ مسئلہ ہے جسکو آج شدھی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

شدھ۔ شدھ کے معنے پاک یا پوتر کے ہیں۔ کسی چیز کو پاک یا میل سے صاف کرنے کا نام شدھی ہے۔ ناپاک ہوا ہوا پاک کرنے۔ بارش ہونے یا آندھی چلنے۔ درختوں کے سانس لینے اور سورج کی کرنوں کے ذریعہ شدھ یا پاک ہوتی رہتی ہے۔ شدھ ہوا کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ اسی طرح ناپاک یا اشدھ جل کو پھٹکری وغیرہ ڈالنے اور فلٹر کرنے سے پاک یا شدھ کیا جاسکتا ہے۔ علی ہٰذالقیاس شدھ دستر اور پاک و صاف مکان بیوجہ خوشبوئی انسان کی صحت کو قائم رکھنے میں بڑی معاون مددگار ثابت ہوئے ہیں۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جیسے گندگی مل جانے سے کوئی چیز ناپاک یا اشدھ ہو کر نقصان دہ ہو جاتی ہے ویسے ہی ان گندگیوں کو دور کرنے سے وہ چیز مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اب ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے ان روزمرہ کی چیزوں کو تو ایک یا دوسرے عمل سے شدھ کر لیا یا کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی انسان اشدھ ہو جائے تو اسکو کیونکر شدھ کیا جاوے۔ چنانچہ منوجی مہاراج نے اپنے شاستر میں شدھی اور اس کے اپاؤ کا بیان اس طرح کیا ہے۔

(۱) **شاریرک شدھی**۔ اگر کسی کا جسم ناپاک ہو جائے تو وہ جل سے شدھ ہو سکتا ہے یعنی اشنان کر لیوے۔

(۲) **من کی شدھی**۔ اس دوسری شدھی کے عمل کو بیان کر کے منوجی مہاراج من کی شدھی کی ترکیب یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر کسی کا من اشدھ ہو جاوے تو اس کو ست کی اگنی میں ڈال کر شدھ کرو۔ یعنی رام رام جپ لو۔

(۳) **آتمک شدھی**۔ شریر پانی سے من ستیہ سے شدھ ہو سکتا ہے۔ مگر آتما کی شدھی کیونکر ہو سکتی ہے۔ منوجی مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ آتمک شدھی کے لئے ودیا کی ضرورت ہے۔

متذکرہ بالا تین اصول جو کہ منوجی مہاراج نے شدھی کے لئے لازمی بیان کئے ہیں۔ ان میں سے پہلا اور تیسرا اصول تو عالمگیر اصول ہے۔ کیونکہ جیسے ایک برہمن۔ کھتری۔ وغیرہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پانی سے اپنے اشدھ جسم کو شدھ کر سکتا ہے۔ ویسے ہی ایک چوہڑا بھنگی محمدی عیسائی وغیرہ کو بھی پورا اختیار ہے کہ جس وقت چاہے جل سے اپنے اشدھ بدن کو پاک کر سکتا ہے کیونکہ منوجی مہاراج نے کسی خاص ذات کی قید اپنے اس بیان میں نہیں رکھی۔ البتہ ہر ایک فرد بشر خواہ وہ کسی بڑا عظم میں ہو کسی مذہب سے علاقہ رکھتا ہو وہ اپنے اشدھ جسم کو جل سے شدھ کر سکتا ہے۔ سو اس لحاظ سے وہ ہر وقت شدھ ہی شدھ ہے۔

تیسرا اصول کس طرح عالمگیر ہے منوجی مہاراج فرماتے ہیں کہ ودیا حاصل کر کے آتمک شدھی حاصل ہو سکتی ہے سو جس طرح کہ ایک برہمن۔ کھتری وغیرہ ودیا حاصل کر کے اپنی آتما کو شدھ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ویسے ہی ایک عیسائی محمدی۔ یہودی جینی بھی ودیا حاصل کر کے اپنی آتما کو شدھ کر سکتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر ایک ودوان خواہ وہ نیچ سے نیچ ذات کا کیوں نہ ہو بقول منوجی مہاراج شدھ آتما والا کہلانے کا حق دار ہے۔ اور وہ شدھ ہے۔

مگر دوسرے اصول یعنی من کی شدھی والے اصول سے ہمیں بالکل اتفاق نہیں۔ کیونکہ زبانی جپ جپ سے کبھی بھی من شدھ نہیں ہو سکتا۔ بقول بھگت کبیر جی۔

مالا پھیری کا اللہ دی دھاگے نئی پرو۔
من دیاں گھنڈی پاپ دی رام بچے کیوں

یہ پاپ کی گھنڈی من کو شدھ کرنے سے ہی کٹ سکتی ہے۔ وہی سیا تا جی بھی فرماتے ہیں۔

مالا پھیرت جنم گیا پھرا نہ من کا پھیر
کر کا منکا چھوڑ کر من کا منکا پھیر

سو منوجی مہاراج کی رائے کے مطابق اگر کوئی شدھ ہونا چاہے اس کو مذکورہ اصولوں کے اندر سے گذرنا ضروری ہے۔ لیکن اب ذرا آریہ بھی دیر کے لئے سماجک شدھی پر نظر مارتے ہیں۔ یہ لوگوں کے گھر کھانے گرو مورتی پوجا وغیرہ کو ہم نظرانداز کرتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت ہم ان کو مدنظر نہیں رکھتے۔ بلکہ آریہ سماج کو مدنظر رکھتے ہیں۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ آریہ سماج نے شدھی کو کیا سمجھ رکھا ہے۔

سماجک شدھی۔ جب کسی اخبار میں ہم یہ پڑھتے ہیں کہ فلاں شخص کو آریہ سماج نے شدھ کیا تو اس کا فوراً یہی مطلب سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ شخص یا تو پہلے عیسائی ہوگا یا محمدی یا سکھ یا بھیل وغیرہ اور کہ اس نے اپنے پہلے مذہب کو ترک کر کے آریہ مذہب کو قبول کر لیا ہے۔ آریہ سماج نے اپنے ان طاقتور

رکھو تو آریہ سماج میں قدم رکھا ہوگا۔ مگر آج تک ہم نے کبھی کسی اخبار میں یہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کے دل میں خیال گذرا کہ آریہ سماج نے کسی پر آگ یا چند کو بھی شدھ کیا ہو ہم نہایت ادب سے آریہ سماج سے دریافت کیا چاہتے ہیں کہ اس فرق کی کیا وجہ ہے۔ شدھی لفظ پڑھکر اجنبی لوگوں کے دلوں میں خواہ مخواہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آریہ سماج نے کوئی لانڈری کھول رکھی ہے کہ وہ بھی دھوبی کی طرح چیتھڑا چیتھڑا کیا اور لوٹا شدھ کر ڈالا۔ یا کوئی ایسی مشین ایجاد کی ہے کہ جس میں غیر ہندو اصحاب کو پھینک دیا جاتا ہے اور وہ بالکل پوتر ہو کر اس میں سے نکل آتا ہے۔

مگر اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب شدھی اس طرح نہیں ہو سکتی تو پھر شدھی شدھی کا شور کیا معنے رکھتا ہے ہم دلیری سے کہینگے کہ شدھی جیسی پوتر اور پاک چیز کو ذبح کیا گیا ہے۔ اس کا خون کیا گیا ہے۔ اس بیجا استعمال کا ذمہ وار آریہ سماج ہے۔ کیوں ذمہ وار ہے ہم اس کو چند ایک شخصی خیالوں سے ہدیہ ناظرین کرینگے۔

جب آریہ سماج نے شدھی کا شور شرابا مچایا تو شہر میں منشی عبد الکبیر خاں صاحب کو جن کا موجودہ نام مہاشہ دھرم ویر ہے شدھ ڈالا۔ مہاشہ موصوف اپنی بیوی بچوں ماں باپ بھائی بہنوں رشتہ داروں کو ترک کر کے ویدک دھرم کی شرن میں آگئے۔ مگر آریہ سماج نے ان کے ساتھ کیا نیک برتاؤ کیا کہ کوئی بھی ان کو اپنا داماد بنانے کے لئے تیار نہ تھا اور داماد بنانا تو در کنار۔ ان کے ساتھ کھانا پانی برادرانہ برتاؤ کرنے کے لئے بھی کوئی تیار نہ تھا۔ (باقی باقی)

جان عنایت اللہ۔ ۷۰ مزنگ روڈ لاہور

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اخبار نور افشاں کے چار صفحہ بڑھا دیئے جاویں یا ہفتہ میں دو بار شائع ہو تو ضرور ہے کہ آپ خریدار کثرت سے دیں ❖

اُردو کتابیں

محصولڈاک ذمہ خریدار

خریداران نور افشاں کا حوالہ ضرور دیا جائے

راستباز اور شریر کا کام اس مضمون پر مختصر مگر پر مطلب رسالہ سیپیا رائے ہیں یہ ایک ہی صفحہ ۳۲ پائی

روحتہ الکبریٰ کی آتش زدگی ۔ غلام دستگیر خاں۔ قیصر روم کے عہد کا تاریخی ناول جس سے شہر روم کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا صفحہ ۳۱۰-۲۰ مجلد کپڑا ۱۲ عہ

در من شت ۱ مجلد ۱ ہ

روحانی بیداری مشہور واعظ چارلس فنی صاحب کی سوانحعمری اور ان کے چند لیکچروں کا انتخاب صفحہ ۱۵۰ عہ

روح القدس کام و پیام روح القدس کے خاص کام یعنی افراد، کلیسیا اور روحانی زندگی کی کیفیت پر فصل بحث صفحہ ۱۰۲ اصلی پر بیعانتی ۳ مر

روحانی قوت کی شرائط ۔ اعمال کی کتاب پہلا باب ۸ آیت پر پادری آر ٹی کیکیل صاحب کا وعظ صفحہ ۲۷-۳ پائی۔

روحانی قوت کے متعلق چند سنجیدہ خیالات (ترجمہ میں ٹ) اس میں روحانی قوت کے سارے اسرار کو آشکارا کیا ہے

روح سے معمور زندگی ۔ انشاپرد جان میکنیل صاحب کی روح سے معمور ہونے کی ضرورت صوت اور تقسیم کا بیان صفحہ ۱۰ اصر

روح القدس روح پاک کس طرح حاصل ہو سکتا اور ہم میں کس طرح رہ سکتا ہے پادری ٹوری صاحب کا ایک وعظ صفحہ ۱۶ سوا پائی۔

روح القدس کی معموری ۔ اس مضمون پر پادری ایف ۔ بی۔ مائر صاحب کا عمدہ رسالہ صفحہ ۲۲ قیمت ۳ پائی۔ ملنے کا پتہ۔

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ایک عالیشان بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر ہونیکے علاوہ اور مکانی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

الشتہر۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچین ہائی سکول لودھیانہ

یہ یونگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۲ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے خرچ خوراک ریڈ پرائمری میں فی طالب علم ۶ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس کا حجم ہے متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالبعلم کتابوں کی قیمت اور شیفٹری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کام ۱۹۲۲ء سے الگ بھی کر دیا گیا ہے سے دیئے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا